

## کاہن

جینا اس کا اگر ہے مطلوب  
 دکھلا اس کو جالِ محبوب

یعنی کچھ لوگ خوب صورت  
 کرتے رہیں جان و دل سے خدمت

پریوں میں یہ طفل پرورش پائے  
 دکھ دور ہو دل کی سب خلش جائے

(پرده گرتا ہے)

---

## ایکٹ دوسرا

### پہلا سین — محل سرا

(مجنوں کھیلتا اور خوش ہوتا نظر آتا ہے)

مجنوں (دل میں)

واہ<sup>۱</sup> کیا نام ہے میرا مجنوں  
 واہ کیا نام ہے میرا مفتون  
 دل سے بھایا مجھے مجنوں کہنا  
 کیا خوش آیا مجھے مجنوں کہنا  
 شوق<sup>۲</sup> ہے شعر و سخن سے مجھ کو  
 ذوق ہے سیرِ چمن سے مجھ کو

- ۱۔ صرف کلام :- مشنوی بھر رمل محبون مسکن مخذوف - وزن : فاعلاتن فعلاتن - قصد شاعر : مجنوں کے لڑکپن کی وضع اخلاق ، طرز معاشرت کا بیان - بہ ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ لڑکپن سے عاشق مزاج حسن پرست ہے اور اس کو شعر سے بھی ذوق ہے - اس مزاج کا لڑکا جوان ہو کر یا شاعر ہو گا یا حکیم یا دیوانہ -
- ۲۔ مجنوں کو شعر گوئی میں بہت اچھی دست گا حاصل تھی چنانچہ اس کا دیوان جو والبی نے جمع کیا ہے ، قابل ملاحظہ ہے - ف : اگر مجنوں کے والدین آں کی تربیت میں بچپن سے توجہ کر کے آں کو حسین خواصوں کی صحبت سے بچاتے اور فطرت کی ظاہری خوب صورتی کی طرف متوجہ کرتے تو وہ شاعر ہوتا - اگر اس کو ظاہری خوب صورتی کی طرف کچھ دنوں متوجہ کر کے اخلاق اور ذہنی اور (بنیہ حاشیہ صفحہ ۳۶ پر)

## (خواصیں آتی ہیں)

(ان کی طرف دلی اشارہ کر کے خواصوں سے مخاطب ہو کر)

ہیں یہ خدمت میں گلِ اندام خواص  
خاص ہیں میری یہ گفاظ خواص  
ہے شفا بادہ عشت میری  
ہے دوا جام محبت میری

(خواصوں سے مخاطب ہو کر)

آؤ اے میری خواصو آؤ  
کاؤ اے میری خواصو کاؤ

خواصیں (سب کی سب مل کے)

خدا' جانے کس کا یہ دل مبتلا ہے  
کہ پھلو میں اکثر آسے ڈھونڈتا ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشته)

حقیقی جہاں کی طرف متوجہ کرنے تو وہ عاشق علم یعنی فلسفہ ہوتا -  
ان دونوں قسموں کی تعلیم کی طرف سے اس کے والدین نے غفلت  
کی اور بچپن سے حسن ظاہری انسانی کی طرف متوجہ کیا گیا، لہذا  
وہ دیوانہ ہوا -

۱- صفت کلام : غزل مسلسل بھر متقارب مالم - وزن : فعلون فعلون  
چار بار - قصہ دشاعر : خواصیں ایک امیر زادے کو اپنی طرف متوجہ کریں  
ہیں اور عشق مجازی کی لذتوں سے اس کو یہ خبر پا کر اپنے فریب  
میں لا یا چاہتی ہیں - ہمارے ملک کے اکثر لڑکوں کا لڑکپن میں یہی  
حال ہوتا ہے اور سن بلوغ کے قبل ہی گناہ گار ہو جاتے ہیں ، اور  
طرح طرح کے امراض مہملکہ جسمانی و روحانی میں مبتلا ہو کر دنیا و عقبی  
کہیں کے نہیں رہتے - ماں باپ پر فرض ہے کہ اپنے بچوں کو ان  
بلاقوں سے بچائیں مگر افسوس ہے کہ ہمارے اہل ملک خصوصاً رؤسا  
کو اس کا کچھ خیال نہیں -

(گویا بجنوں سے مخاطب ہو کر)

مزا دردِ آلت کا کچھ ہم سے پوچھو  
تمہیں کیا خبر عشق میں کیا مزا ہے  
  
ابھی کھیل سمجھے ہو تم عاشقی کو  
کہہ رکھتے ہیں ، دل لگانا برا ہے  
سمجھے بوجھ کے دل لگانا کسی سے  
برا ہے وہ معشوق جو بے وفا ہے  
  
تمہیں کیا خبر شوق کہتے ہیں کس کو  
تمہاری بلا جانے کیا مدعایا ہے  
  
بتاؤ تو کیا شے ہے آزارِ فرقہ  
یہ وصلت بہلا کس مرض کی دوا ہے  
شرابِ محبت کے نشے ہیں کیسے  
خمارِ آس کا کیا ہے آثارِ آس کا کیا ہے

دوسرائیں — دیوان خانہ

(تقریب بسم اللہ<sup>۱</sup> بجنوں)

۱- تقریب بسم اللہ مسلمانوں میں خاص ہے ، وہ دن جب لڑکا  
پہلے پہل پڑھنے کو بٹھایا جاتا ہے - اکثر پانچ برس کے سن میں یہ  
تقریب ہوتی ہے - اس میں ماں باپ موافق اپنے اپنے حوصلے کے بہت  
کچھ دھوم دھام کرتے ہیں - مردانے اور زنانے میں دونوں جنگہ  
مہماں جمع ہونے ہیں - مولوی صاحب جو "بسم اللہ" پڑھاتے ہیں ، آن کو  
حسب مقدور کچھ نہ کچھ نذر دی جاتی ہے - امیروں میں خلعت ،  
سوئے چاندی کے قلم دوات ، تختی وغیرہ ، غریبوں میں کچھ زر نقد  
قدر قلیل ، کوئی کپڑا ، شیرینی وغیرہ -

اس دھوم دھام کی فکر اس طرح کی جاتی ہے کہ اکثر لڑکے کا  
سن زیادہ ہو جاتا ہے اور وہ اچھی طرح آوارگی کا سبق خراب لڑکوں لڑکیوں  
میں کھیل کھیل کر حاصل کر لیتا ہے اور آس کی قابلیت تربیت پذیری  
بالکل زائل ہو جاتی ہے -

### صاحب

طفل<sup>۱</sup> غنچہ کی چمن میں آج بسم اللہ ہے  
جس طرف دیکھو آدھر اللہ ہی اللہ ہے  
(عبداللہ اور مجنوں آتے ہیں)

عبداللہ

(قیس سے مخاطب ہو کر)

منو<sup>۲</sup> اے قیس کہ ہوتا ہے تمہارا مکتب  
تم کو لازم ہے دل و جان سے پڑھو علم و ادب  
یہ ادب کیا ہے شرافت کی علامت اے قیس !  
کہ ادب ہی سے تو ممتاز ہو<sup>۳</sup> قوم عرب

قیس

مجھے کو<sup>۴</sup> کیا عذر ہے اے قبلہ و کعبہ ! اس میں  
یہ تو ہے عینِ مراد اور یہ عینِ مطلب

۱- صنف کلام : مطلع بھر رمل واق مخذوف - وزن : فاعلاتن فاعلاتن  
فاعلاتن فاعلن ، دو بار - تصد شاعر : عبداللہ کے مصاحب اس بات کو  
ظاہر کر دیں کہ آج قیس کا مکتب دھوم دھام سے ہونے والا  
ہے -

۲- صنف کلام : قطعہ جزو قصیدہ بھر رمل واق مخبون مسکن  
مخذوف - وزن : — فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلان ، رکن اول بعض  
محرومین سالم ، یعنی : فاعلاتن اور بعض میں مخبون یعنی فعلاتن  
لے لیا ہے -

۳- قیس کے طرز کلام سے ظاہر ہے کہ اس کا من پائیج برس  
کا نہیں ہے بلکہ کم از کم دس گیارہ برس کا ہے ، اور ایسا امر ا میں  
اکثر ہوتا ہے کہ لڑکا اس سن تک محمل سے باہر نہیں نکلتا ، جیسا کہ  
قبل اس کے بیان کیا گیا -

عبدالله

ذیکھو آخوند بھی آ پہنچے کرو جہک کے سلام  
یہ وہ ملا ہیں مخلعے میں ہے جن کا مکتب

(مولوی عشق الدین آتے ہیں ، قیس کا ادب سے سلام کرنا)

عبدالله

میری تسلیم ادھر آئیے مولانا عشق  
میرا بیٹا ہے یہ قیس آج ہے اس کا مکتب  
مولوی

ما شاء اللہ<sup>۱</sup> بہت نیک ہیں صاحب زادے  
میں پڑھاؤں گا دل و جان سے انھیں علم و ادب

عبدالله

میں کبھی آپ کی خدمت سے نہ منہ موزوں گا  
واجبًا عرض کیا ، گو کہ یہ ہے ترکِ ادب

۱۔ موالی کے بیان سے خوشامد کی بوآقی ہے ۔

ف - تعلیم دینے کا اجورہ لینا بالکل ناجائز ہے ۔ ایک ادنیٰ درجے  
کے معلم سے جیسا کہ عشق الدین ظاہر کیا گیا ہے ، اجورہ تعلیم کا  
فیصلہ کرنا یا چکانا معیوب نہیں ہے مگر عبدالہ اس مقام پر نہایت  
متانت اور ریاست کو کام فرماتا ہے ۔ عبدالہ اپنے بیٹے کی تعلیم میں  
نہایت سرگرم اور مستعد معلوم ہوتا ہے ، اور خود بھی اس کو علم  
سے بہرہ ہے جیسا کہ اس کی گفتگو سے ظاہر ہے ، مگر واقع میں  
وہ پڑی غلطی کر رہا ہے کہ وہ اپنے بیارے لڑکے کو ایک  
کم حقیقت ملا کے سپرد کرتا ہے ، مگر اس نے اس بات میں دھوکا  
کھایا ہو تو عجب نہیں ، اس لیے کہ ملا کی ظاہری وضع نے اس  
کو فریب دیا کہ غلطی اس کی بے شک ہے کہ اس نے اس مولوی کے  
چال چلن کو کیوں نہ دریافت کر لیا ۔ اس غلطی میں اکثر والدین  
بجا شے نفع پہنچانے کے اپنے بھوؤں کو ضرر پہنچاتے ہیں ۔ ایک  
کم استعداد اور بد وضع مولوی سے پڑھوانا اس سے بدتر ہے کہ لڑکا  
جاہل رہے ۔

علم ادیان سے پہلے اسے کیجئے آگاہ  
کہ مسلمانوں پہ واجب ہے یہ بلکہ اوجب  
علم وجود ان کی پھر دیجئے تعلیم اسے  
تاکہ ماهیت ہر شے کا کھلے اس پہ سبب  
میرے الطاف سے بہتر جو کریں آپ عتاب  
گھر کے آرام سے خوش تر جو ہو مکتب میں تعب  
دیجئے تعزیر مناسب جو نہ ہو یاد سبق  
دیجئے تادیب ضروری جو کرے ترک ادب

### مولوی

میں تو ہوں خدمت طلاب کو حاضر ہو وقت  
کچھ نہ تنخواہ کی حاجت نہ وظیفے کی طلب  
علم پر ہے بہت آپ کا الطاف امیر  
جو مناسب ہو مرے حق میں وہی ہے انسب

۱۔ مولوی عشق الدین بہ ذاہر نہایت مقطع اور متین بنتا ہے مگر  
امن کی اصلی حالت کسی نہ کسی پیرائے میں ظاہر ہو ہی جاتی ہے۔  
اولاً تو وہ اپنے تئیں علم میں شامل کرتا ہے اور ایک بے طمع  
معلم بنتا ہے، پھر یہ بھی کسی بغیر نہیں رہتا کہ آپ تو خود ہی  
کچھ دیجئے گا، پھر مانگنے کی کیا ضرورت ہے۔ حقیقت میں وہ طامع  
ہے جیسا کہ امن کی طرز گفتگو سے ثابت کیا گیا ہے۔ عبداللہ کا  
علم دوست ہونا اس مصروف سے ظاہر ہے "تاکہ ماهیت ہر شے کا کھلے  
امن پہ سبب" اس لیے کہ یہ بہترین تعریف فلسفے کی ہے جو ایک  
امیر کی زبان سے ہم سن سکتے ہیں مگر ایسے امیر اگلے زمانے  
میں ہوں تو ہوں اب تو ایسے ہوں پائے جائے، خصوصاً ہم اہل اسلام  
میں۔ عبداللہ کی دین داری بھی ظاہر ہے۔ ہم کو تعجب ہے کہ کسی  
زمانے میں امر اعلم دین کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ قیس کی تادیب  
کے باب میں بھی عبداللہ کی رائے نہایت صحیح ہے: عجب نہیں ہے کہ  
عبداللہ ان لوگوں میں ہو جن کی عقل نظری تو درست ہوئی ہے  
مگر عقل عملی درست نہیں ہوتی، اس لیے کہ اگر ایسا ہوتا تو وہ  
اپنے اکاؤنٹ فروزند کی تربیت کے باب میں غفلت نہ کرتا جیسا کہ امن  
نے کیا۔

### عبدالله

فائدہ کچھ نہیں تاخیر سے اب بسم اللہ  
یہ کتاب اس کی ہے -----

کتاب اخوند کو دے کے اور خوان اور کشتی کی طرف اشارہ  
کرئے) ----- ”وہ نذر کا سامان ہے سب“ -

ہے وہ کشتی میں تو عمامہ و رومال و عبا  
اور آس خوان میں شیرینی و حلوا و رطب  
مولوی (عبدالله سے مخاطب ہو کر)

اس نکائف کی بہ ظاہر تو نہ تھی کچھ حاجت  
(دل میں خوان و کشتی کی طرف اشارہ کر کے)  
ہو زر نقد بھی کچھ آس میں وگرنہ ہے غصب  
(مولوی قیس کو بسم اللہ پڑھاتا ہے)

### عبدالله

(رو بہ قبلہ دستِ دعا اٹھا کے)

بہ طفیل<sup>۱</sup> علم و فضلانے اسلام  
میرے فرزند کو تو علم عطا کر یارب !

۱- سب سے زیادہ عبدالله کی دعا امن موقع پر نہایت مناسب معلوم ہوئی ہے ہمارے رسول صلیع نے علمائی فضیلت میں ایسا کچھ فرمایا ہے کہ ان کے مرتبے کو شہدا سے بھی بڑھایا ہے، اور کیوں نہ ہو، امن لیے کہ بھی لوگ تو سچے حامی دین اور اسلام کے شیدا ہیں اور انہیں کے مسامعی جعلیہ کی برکت سے دین اسلام ابھی تک دنیا میں باقی ہے - دھریوں کے حملے انہوں نے روکے، فلسفہ کے مقابلے سے انہوں نے بچایا، بادشاہوں کے ظالم سے انہوں نے بجات دلوائی، مگر افسوس آج کل کے علماء ایسے دائرة تنگ و تاریک میں مرکز نشین اور زاویہ کریں ہیں کہ وہ کسی طرح دین اسلام کی حالت پر رحم نہیں کرتے - دنیا میں بے شمار اور مسلمانوں میں کروروں اور خاص ہندوستان میں لاکھوں اہل اسلام بد اعتقاد، فاسق، دھریہ (بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۸ پر)

## تیسرا سین — مکتب خانہ

(مولوی صاحب کا لڑکوں کو پڑھاتے نظر آئی  
ایک ملازم کتاب لیے ہوئے ہمراہ)

### مجموع

(ایک خوب صورت لڑکی لیلائی کی طرف دلی اشارہ کر کے)

هر جا<sup>۱</sup> ہمیں اللہ کی قدرت نظر آئی  
مکتب میں جو آئے تو یہ صورت نظر آئی

### لیلائی

(دل میں قیس کو ذیکھ کر)

مدت<sup>۲</sup> میں یہ ہم چشم ہارا نظر آیا  
دل ڈھونڈتا تھا جس کو وہ پیارا نظر آیا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

زندیق مسلک لا مذہب پائے جائے ہیں - دھریت اور لا مذہبی کی بلا میں انگریزی تعلیم یافتہ نوجوان زیادہ تر مبتلا ہیں ، مگر ان کے نزدیک ابھی تک انگریزی پڑھنا کفر اور انگریزی والوں سے مناظرہ اور مباحثہ کرنا شرک ہے - بڑے افسوس کی بات ہے کہ علم کلام جس کو کسی زمانے میں ہمارے دین کے قابل فخر اور محقق علماء نے ایجاد کیا رونق دی ، وہ بھی زنگ آلود تلوار کی طرح میان میں پڑا ہوا ہے - اب کون ایسا سپاہی ہے جو آمن تلوار کو صیقل کرے اور میدان میں ، کوت توحید اور رسالت کے منکروں سے جہاد کرے -

۱- صنف کلام : مطلع غزل - ایک حسن پسند طبیعت پر کسی خوب صورت شے کو دیکھ کر پہلے پہل ایسا ہی کچھ اثر ہو سکتا ہے -

۲- صنف کلام : مطلع غزل اور وزن دونوں مطلعوں کا ایک ہے - بجر هزج واقع اخرب مکفوف مخذوف - وزن : مفعول مفاعیل مفاعیل فعلین - لیلائی کے قول سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس مکتب میں وہ بیٹھائی گئی تھی وہ اس کے رتبے اور شان کے موافق نہ تھا : یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے چچا کے بیٹے قیس کے مکتب میں داخل ہونے سے بہت خوش ہوئی -

(خون خوار خان ایک سپاہی وضع اپنے بیٹے طرار خان کو لئے کے آتے ہیں)

خون خوار خان

(لڑکے کان پکڑے ہوئے ہیں)

یہ لڑکا ہے میرا بڑا بے شعور

(مولوی صاحب سے)

پڑھا دیجئے علم اس کو ضرور

اسے گھول کر سب پلا دیجئے

گدھا ہے یہ انسان بنا دیجئے

مولوی

(نگاہ حیرت سے اس وضع اور اس انداز کو دیکھ کے)

ذرا نام نامی تو بتلائیئے

صفت ان کی کچھ مجھ سے فرمائیئے

۱- صنف کلام : مثنوی ، سوال و جواب - اس مثنوی اور دیگر مثنیوں میں یہ فرق ہے کہ ان میں متکلم (راوی) شاعر خود ہوتا ہے کہ وہ کسی شخص کا واقعہ بیان کرے اور اس میں متکلم خود وہی شخص ہوتا ہے جس پر واقعہ ہوا ، لہذا اس کو مثنوی مرقع (ڈرامیشک) کہہ سکتے ہیں -

بھر متقارب واقع مقصود یا محذوف - وزن : فعلون فعلون فعلون فعلون فعلون  
یا فعل - قصد شاعر یہ ہے کہ اس مکتب کی حیثیت کو مفصلاً بیان کرے - اس میں کیسے لڑکے پڑھتے ہیں ، کس قسم کے لوگ آتے ہیں - چاہلوں کا قاعدہ ہے کہ جب وہ اپنا نام یا اپنے لڑکے کا بتاتے ہیں تو اس کا عرف اور پیار کا نام اور باپ دادا مکردادا سب کا ذکر اور نام اور خطاب بتاتے چلے جاتے ہیں ، یہاں تک کہ دوسرا آدمی ان کو چپ کرے - خون خوار خان نے تو بہت کمی کی کہ صرف اپنا ہی نام بتانے پر اکتفا کی مگر پھر بھی اپنی پیاری بی بی کا ذکر کئی بغیر نہ رہ سکے -

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۰۶ ب)

خون خوار خان

میان نام ہے ان کا جرّار خان  
ہیں جرّار خان ابن خون خوار خان

بہت اپنی امتان کے ہیں لاذلے  
وہ کہتی ہیں طرّار انہیں پیار سے  
طرّار

اللہی ! سلامت رہے میری ماں  
آسی کا تو بیٹا ہوں میں بے گماں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

خون خوار خان کا خیال ہے کہ آس کا لڑکا ہے شعور ہے - اگر وہ تحصیل علم کرے گا (جن کو وہ علم پڑھنا کہتا ہے) تو ضرور عقل مند ہو جائے گا۔ یہ خیال ان لوگوں ہے : طینت اور فطرت تحصیل علم سے نہیں بدلتی : خصوصاً وہ عادتیں جو آس کی خراب تربیت نے اس کے لڑکے کے اخلاق میں پیدا کر دی ہیں، کیوں کر بدل جائیں گی؟ اگر بہ قول آس کے مولوی صاحب اس کے لڑکے کو علم کھوں کر پلا دیں (جن کی امید اس کو مولوی صاحب سے نہ ہونا چاہیے) ہر بھی وہ گدھا انسان نہیں بن سکتا ہے - اگر وہ واقعی گدھا ہے تو یہ شک انسان نہیں بن سکتا - نہایت شریروں لڑکوں کو ماں باپ اس لیے بھی اکثر مکتب میں بٹھاتے ہیں کہ آن کے سر سے بلا ٹلے، کچھ دیر تو گھر میں امن و امان رہے - عجب نہیں کہ طرّار خان بھی انہی لڑکوں میں سے ہو - غریب ماں بھنوں کو بے شک کسی قدر راحت ہو گی مگر ناکرده گناہ ہم مکتب لڑکے آس آفت میں مبتلا ہوں گے جس آفت سے بچنے کے لیے ماں باپ نے اس کو گھر سے فاضل ہونے کو نکالا ہے - مولویوں کو مناسب ہے کہ ہر ایک لڑکے کا چال چلن قبل اس کے کہ وہ مکتب میں داخل کیا جائے، اچھی طرح تحقیق کر لیں اور اگر اس کو داخل کریں تو ضرور آور لڑکوں کو اس کے شر سے بچانے کے لیے ذمہ دار ہوں، اور اگر اس ذمہ داری کو پسند نہیں کرتے تو کبھی ایسے لڑکوں کو مکتب میں نہ لیں - مولوی عشق الدین نے بھی خلطی کی جیسا کہ ظاہر ہوگا، اور طرہ یہ ہے کہ مونوی صاحب اس لڑکے کا قیافہ سمجھ گئے تھے مگر مکتب کے معمول کی طمع سے بٹھا ہی لیا۔

مولوی (لڑکوں سے مخاطب ہو کر)

قیافے سے ہے اس کے ثابت یہ بات  
یہ لڑکا حقیقت میں ہے بد صفات

(خون خوار خان سے مخاطب ہو کر)

حقیقت میں عیّار مکار ہے  
حقیقت میں طرار فرّار ہے

خون خوار خان

ذرا آپ ٹھیک اس کو کر لیجیے  
شرط کرے تو سزا دیجیے

مولوی

اگر یہ شرارت کرے گا یہاں  
میں توڑوں گا خوب اس کی سب پسلیاں

طرار (دل میں)

ہے<sup>۱</sup> قصّاب یہ مولوی نابکار  
چھڑا اس کے پنجھے سے پروردگار !

مولوی

(خون خوار سے مخاطب ہو کر)

پڑھاؤں گا معقول و منقول سب  
مگر لوں گا مكتب کا معمول سب

۱- امن قول سے ظاہر ہے کہ طرار کے دل میں مولوی کی وقعت بالکل نہیں ہے؛ اس کو استادوں سے ڈرنا تو آگاہ گا ہے مگر محبت کرنا آمن نے نہ میکھا ہے، نہ آسے آتا ہے۔

## خون خوار خان

نہیں<sup>۱</sup> میں تو خدمت کے قابل جناب  
پڑھا دیجیے گا تو ہوگا ثواب

مولوی (دل میں)

کہاں کا ثواب اور کہاں کا عذاب

(خون خوار خان سے)

اجی کچھ زر نقد کا ہو حساب

خون خوار خان

نہ خدمت میں ہرگز کروں گا کمی  
میں چلمیں بھروں گا حضور آپ کی

مولوی (مطمئن ہو کر)

زیادہ تردد نہ فرمائیے

بس اب آپ تشریف لئے چاہئے

(خون خوار جاتا ہے)

۱- موٹی موٹی لفظیں (معقول و منقول و معمول آئندہ ملانوں کی قرأت کے ساتھ) بولنے سے یہ فائدہ ہے کہ جھلماں میں وقار پڑھ - مکتب کا معمول ماہواری کے دو چار آنہ، جمعرات کا پیسہ ۰ عیدی ۰ ایک آنہ، اس سے زیادہ کی امید خون خوار ایسے کم حیثیت مپاہی سے مولوی کو نہیں ہو سکتی - خون خوار خان بے چارہ مولوی صاحب کو نہایت با خدا سمجھتا ہے، ایسے مولوی اس کے دادا کے وقت میں ہوں تو ہوں، اس زمانے میں بہت ہی کم ہیں - ثواب اور عذاب کے مسئلے کو مولوی صاحب خون خوار خان سے بہت اچھی طرح سمجھتے ہیں مگر اس پر عمل کرنا ان کے نزدیک ایسا ہی لغو ہے جیسا کہ وہ خون خوار خان کو سمجھتے ہوں گے - فاعتبروا یا اولی الابصار۔

مولوی (طّرار سے مخاطب ہو کر)

بہت تم، ہو بد ذات کیوں اے بچا !  
طّرار

(مولوی صاحب سے مخاطب ہو کر - چپکے سے)

بہلا تم سے کس نے کہا، اے چچا !

مولوی

(یہ من کے نہایت غصے میں)

ابے دون گا تجھے کو بہت گوشال  
ٹانچوں سے منہ تیرا کر دون گا لال

چچا کیوں کہا تو نے یہ تو بتا

طّرار (سمم کر چپکے سے)

نہ تھا قافیہ کوئی اس کے سوا

مولوی (تعجب سے)

تجھے قافیے میں بھی ہے دخل، بے !

طّرار (سبق یاد کرنے کے لہجے میں)

الف! سے بہلا پہلے کیسی یہ 'ب'

مولوی

بچا تم تو میرے بھی آستاد ہو

طّرار (دل میں)

تو کیا اس میں کچھ شک بھی ہے آپ کو

۱۔ بہلا کا الف اور بے کی ی کو ذرا بڑھا کر کہنے سے لڑکوں  
کے سبق یاد کرنے کا لہجہ ہو جائے گا۔

پڑھائے ہیں میں نے کئی مولوی  
بنائے ہیں میں نے کئی مولوی  
مولوی (لڑکوں سے)

حقیقت میں یہ ہے بڑا بد تھاد  
ذرا دیکھنا اس کی عقل فساد  
(زہرہ ڈومنی اپنی چھوکری خیلا کو مکتب میں  
لے کے آتی ہے)

زہرہ  
(کسی قدر تبسم کے ساتھ)

مری عرض من لیجی آخوند جی  
یہ زہرہ ہے مجرے کو حاضر ہوئی  
یہ ہے چھوکری میری خانہ خراب  
دیا ہے اسے میں نے خیلا خطاب  
(کسی قدر غور کے لہجے میں جس سے کچھ طنز بھی  
پیدا ہو)

یہ چونڈے پہ میرے کرم کیجیے  
ذرا اس کو شدُّد پڑھا دیجیے  
یہ علامہ ہر بات میں طاق ہے  
ابھی سے ہر اک فن میں مشاق ہے  
اگر چلبلاپن کرے کچھ یہاں  
تو مارو اسے شوق سے قمچیاں  
یہ آوارہ لوندوں میں ہونے نہ پائے  
ذرا مفت جوین کو کھونے نہ پائے

کسی طرح کی بجھ میں وسعت نہیں

مولوی (دل میں)

پڑھانے کی بھی ہم کو فرصت نہیں

(زہرہ سے مخاطب ہو کر)

اجی واہ زہرہ! یہ کیا بات ہے

مگر اس میں اتنی ذرا بات ہے

شریقوں کی اولاد پڑھتی ہے یاں

خلاف آن کے گزرے گا یہ بے گاں

زہرہ

یہ<sup>۱</sup> ذمہ مرا آپ اس کو پڑھائیں

کسی کا خطر اپنے دل میں نہ لائیں

بزرگوں سے ان سب کے ہوں آشنا

کریں گے بہلا عذر اس میں وہ کیا

(لیلی کی طرف اشارہ کر کے)

یہ لیلی جو یئٹھی ہیں صاحب تمیز

پدر کا ہے نام ان کے عبدالعزیز

(قیس کی طرف اشارہ کر کے)

بڑے بھائی ہیں ان کے سردار قوم

یہ یئٹھے ہیں قیس ان کے سالار قوم

۱۔ قصد شاعر: زہرہ اور مولوی کی گفتگو سے اس امر کو ظاهر کرنا مقصود ہے کہ طوائف کو اس ملک کے نظام معاشرت میں کس درجہ مداخلت ہے۔

سدا ان امیروں میں جاتی ہوں میں  
لڑکپن سے گاتی بجاتی ہوں میں

(طرار کی طرف اشارہ کر کے)

مُؤا یہ جو لڑکا ہے دربان کا  
مرے پاس باپ اس کا نوکر رہا

طرار (دل میں)

یہ کہتی نہیں ہے مرا آشنا  
حقیقت میں وہ تھے ترا آشنا

زہرہ (مولوی سے)

پڑھائیں اگر آپ اسے غور سے  
میں خدمت کو حاضر ہوں ہر طور سے  
(ایک اشرف دکھا کر)

یہ لونڈی کا نذرانہ ہوئے قبول

مولوی (دل میں)

ہوئی اشرف مفت میں اک وصول

(زہرہ سے مخاطب ہو کر)

فقط تھا اسی بات کا کچھ خیال  
و گرنہ کروں عذر میں کیا مجال

پڑھاؤں گا خوب اس کو عام و ادب  
کہ خدمت کو حاضر ہوں میں روز و شب

### زہرہ (ہنس کے)

یہ کہتی ہے بندی ابھی صاف صاف  
اسے شب کی خدمت سے رکھئے معاف

سر شام آتے ہیں آسٹاد جی  
وہ کرتے ہیں تعلیم اسے موسقی

### مولوی (قرأت سے لاحول پڑھ کے)

ہنسی کا یہ موقع یہ صحبت نہیں  
یہ لڑکوں کا مکتب ہے خلوت نہیں

### زہرہ (قہقہہ مار کے)

یہ کیا آپ نے مولوی جی کہا  
نہیں عشق کے واسطے کوئی جا

### مولوی (متبسّم ہو کے)

میں ستا تھا تم کو کہ ہو خوش مذاق  
میں آج بارے زہ اتفاق

### طرار (دل میں)

یہ کہتے نہیں روز جاتے ہیں ہم  
ہمیشہ مجیرے بجائے ہیں ہم

### (زہرہ جاتی ہے)

### مولوی

ہوا ان بکھیروں میں یہ دن تمام  
بس اب جاؤ لڑکو کہ ہے وقت شام

### قیس (دل میں)

اے<sup>۱</sup> معلم ! ابھی نہ دے رخصت  
اور جی بھر کے دیکھ لیں صورت  
مجنوں (ایک طرف ہو کر)

نہ مل یار سنگ دل سے نہ مل  
دلا<sup>۲</sup> کوئے دل رُبا میں نہ جا  
الم هجر ، دردِ غم ہے ستم  
خدا را مجھے بلا سے پجا  
نہ کر قہر ، پھیر آدھر سے نظر  
بلا ہے بلا وہ زلف رسا  
نہ دے غم مجھے خدا کے لیے

چوتھا سین — خواب گاہ قیس

(پہلی شب فرقت - نالہ و زاری و بے قراری)

### قیس

یا النہی<sup>۳</sup> شب فرقت کی سحر ہو کہ نہ ہو  
مجھ پہ بھاری ہے یہ شب ، آہ بسر ہو کہ نہ ہو

۱- صفت کلام : مطلع بھر خفیف واوی مخبون مسکن مذوف - وزن :  
فاعلاتن مقاعلن فعلن - قصد شاعر : اس تمام صحبت کا اس شخص کے  
دل پر کیا اثر ہوا جس کا خیال ایک ہی طرف متوجہ رہا -

۲- صفت کلام : ایات مثل مسمط چار خانہ - بھر پارسی بارید یا  
یا جادو راہ - وزن : مقاعیل فاع لات فعل ، ایک بار - قصد شاعر : اظہار  
اس امر کا کہ مجنوں لیلی کو دل دینے میں پس و پیش کرتا ہے - اس  
کو حالت زود کہتے ہیں -

۳- صفت کلام : غزل بھر رمل واوی مخبون مذوف - وزن : فاعلاتن  
فعلاتن فعلاتن فعلن ، دوبار - رکن آخر (فعلن) بعض مصروعون میں مسکن  
(بے سکون عین) لیا گیا ہے -

درد فرقت سے منے دم پہ بنی ہے یا رب  
 اُس کو کچھ میرے تڑپنے کی خبر ہو کہ نہ ہو  
 نالہ کرنے دے مجھے هجر میں اے بے اثری!  
 دل کی حسرت تو نکل جائے اثر ہو کہ نہ ہو  
 ہم تو دیکھا کیے کل پیار کی نظروں سے انھیں  
 اب خدا جانے ادھر ان کی نظر ہو کہ نہ ہو  
 ہدف تیر نگہ ہیں جگر و دل دونوں  
 دردِ دل ہو کہ نہ ہو دردِ جگر ہو کہ نہ ہو  
 اب تو بے سمجھہ ہوئے دل کا کیا ہے سودا  
 نفع کچھ ہو کہ نہ ہو اس میں ضرر ہو کہ نہ ہو  
 کل بھی اے دل تجھے لے جائیں گے ہم یار کے پاس  
 نذر دیں گے اسے منظور نظر ہو کہ نہ ہو

### پانچواں سین۔۔۔ مکتب خانہ

(قیس و لیلیٰ کا دزیوارہ دو چار ہونا)

قیس (دل میں)

اللہ نے پھر آج وہی شکل دکھائی  
 پھر ہم کو وہی چاند سی صورت نظر آئی

لیلیٰ (دل میں)

وہ چشم وہ ابرو وہ اشارہ نظر آیا  
 لو آج تھی ہم کو وہی پیارا نظر آیا